جناب اکرام الحق جاوید

سعودی عرب میں دھماکے ۔۔۔ کس کس کا ہاتھ ہے؟

جنرل محمد ضیاء الحق کے صدر بننے کے ایک سال بعد ہی پاکستان میں دھماکوں کا سلسلہ شروع ہوا تو پھر وقت کے ساتھ ساتھ یہ مشغلہ عام ہوتا گیا اور کبھی کبھار شہ سرخی بننے والے دھماکے معمول بن گئے۔ یہ صلہ ہمیں سپر پاور سے ٹکرانے کے نتیجہ میں ملا تھا۔ ہماری دھرتی پر تباہی و بربادی کا یہ ختم نہ ہونے والا سلسلہ زلفِ یار کی طرح دراز ہوتا گیا ۔۔۔ وہ سپر پاور جس کے نام سے کبھی امریکہ بھی کانپتا تھا، آج منصہ شہود پر بھی نہیں ہے۔ لیکن دھماکوں کا یہ تحفہ ملّتِ مرحوم "سودیت یونین" کی طرف سے آج بھی مل رہا ہے۔ ہمارے کھیت، کھلیان، صنعتیں، کارخانے، مساجد و مدارس، گل و غنچے، گلیاں بازار، گھر، محلے، سبھی داؤ پر لگے پڑے ہیں۔ کوئی بھی تو جگہ ایسی نہیں بچی، جہاں دھماکہ نہ ہوا ہو۔ لیکن آفرین ہے عظیم پاکستانی قوم کے حوصلہ پر ۔۔۔ اس نے کبھی بھولے سے بھی یہ شکوہ نہیں کیا کہ ہمیں دھماکے قبول نہیں ہیں۔ سبھوں نے اپنے پیاروں کی قربانی دی۔ کبھی بیٹے، بھائیوں اور شوہروں کو محاذِ افغانستان میں جہاد کے لیے بھیج کر، کبھی اپنے گھروں، محلوں میں دہشت گردی کو برداشت کر کے ۔۔۔ کسی ایک فرد نے بھی یہ احتجاج نہیں کیا کہ ہمیں یہ جہاد بند کر دینا چاہیئے یا ہمیں اپنا قومی امن عزیز ہے، افغانستان کی جنگ سے ہمیں کیا غرض؟ سب کچھ برداشت کیا اور آج تاریخ نے اپنے صفحات پر یہ الفاظ نقش بنا کر سجا لئے کہ بالآخر پاکستان نے افغانستان سے سودیت یونین کو نکال باہر کیا۔

برسوں دھماکوں کی گھن گرج برداشت کر کے ہمارے چھوٹے بڑے سبھی نتائج سے واقف ہو گئے اور بقول شخصے ع

میرا کیا؟ میں تو عادی ہو گیا کانٹوں پہ چلنے کا

عمارتیں گریں، جسموں کے چیتھڑے اڑے، خون میں لت پت لاشے دیکھے مگر ہر پاکستانی

نے عزم و حوصلہ کے نئے باب رقم کئے ہیں۔ پوری قوم نے چھوٹے مفادات قربان کیے اور افغان بھائیوں کا دلیس بچا لیا، ان کی آزادی کا تحفظ کیا۔ سعودی عرب کے فرزند، شیوخ، سرمایہ کار، نوجوان، سبھی جہاد کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے لپکے لیکن "اہل الریاض" نے شاید ابھی اتنا ریاض نہ کیا ہو۔ ان کی زندگی کی پرامن جھیل میں دھماکوں نے لہروں کے جال بن دیئے۔ دھماکے ان کے لیے نئے ہیں، جن کی گھن گرج سے پورا الریاض کانپ اٹھا۔ بالکل اس زاہد و عابد کے جسم کی طرح جس کو گناہ کی طرف مائل کیا جائے۔ سعودی دھماکے سن کر سہم گئے، لیکن کچھ خوف و ہراس اور افراتفری میں دکانوں، دفتروں اور گھروں سے بدحواس ہو کر باہر نکل آئے۔ عجب ہیبت کا سماں تھا ــــــ دھماکے جہاں بھی ہوں سمجھ لیجیے وہاں "کچھ" ہونے والا ہے۔ سعودی عرب میں بظاہر ایک نام نہاد جمہوری انقلاب تو آ رہا ہے۔ دھماکے کرنے والے خونی انقلاب لانے کا منصوبہ بنانے سے پہلے دھماکے ضرور کرتے ہیں۔

الریاض کے ایک دور دراز علاقے کی جامع مسجد میں اجتماعِ جمعہ میں بھی چند روز قبل دھماکہ ہوا تھا۔ لیکن کیا کہیئے ان کی "خفیہ والوں" کو وہاں کی پولیس بھی زبردست ہے۔ چند گھنٹوں بعد دھماکہ کرنے والے کا سراغ مل گیا۔ یہ الگ بات ہے کہ راز افشاء ہونے کے خدشے کے پیشِ نظر "دھماکو" نے خودکشی کر لی تھی۔ بہرحال یہ ہماری پولیس ہوتی تو کم از کم آدھا الریاض زیرِ تفتیش ہوتا، روپے والی پولیس ریالوں کی زبان میں بات کرتی۔ ادھر سے پکڑتے جاتے، ادھر سے چھوڑتے جاتے۔ لیکن سعودی پولیس ایسے نہیں کرتی ــــــ چنانچہ ہمیں بجا طور پر توقع ہے کہ چند روز تک یہ "دھماکو" بھی مل جائیں گے۔

سعودی عرب بلاشبہ دنیا کا وہ واحد ملک ہے جہاں دروازے کھلے چھوڑ کر اور گھوڑے بیچ کر سویا جاتا ہے۔ کروڑوں کی دکانیں بغیر شٹر گرائے "اللہ وکیل" کے عزم پر چھوڑ دی جاتی ہیں۔ وہاں امن ہے اور یہاں کے شہریوں کو "نعمتِ سکون" فراوانی سے میسر ہے۔ یہی وہ ارضِ دلآویز ہے جہاں "امن کی فاختائیں" بکثرت رہائش پذیر ہیں۔ انبیاء کی اس سرزمین پر یہ دولت اور زیرِ زمین سیال سونے کی دولت اللہ کے فضل اور اس کے قانون کی حکمرانی کے باعث ہے، جس کی نگرانی خادمِ حرمین شریفین شاہ فہد کر رہے ہیں ــــ "حرمین شریفین" کی حرمت کے باعث جہاں یہ زمین کا ٹکڑا مسلمانوں کے دلوں میں اپنا گھر کیے

ہوئے ہے، وہیں پر جنّتِ ارضی یہودیوں، ہندوؤں، عیسائیوں، سیکولرسٹوں اور کمیونسٹوں کے دلوں پر چرکے لگانے کے لیے کافی ہے اور بقول شاعرِ مشرق

ع میں کھٹکتا ہوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح

پوری دنیا چھان ماری جائے تو کوئی ملک ایسا نہیں ملے گا، جہاں سعودی عرب جیسا امن ہو تو تمام غیر اسلامی ورلڈ نے متفقہ طور پر یہ سوچ لیا کہ اس ملک کو بھی اپنے جیسا ہی بنا لیا جائے۔ گویا ناک کٹوں نے ناک والی خوبصورت عورت کو "نکو" کہنا شروع کر دیا۔ بجائے اس کے کہ وہ اسلام کے عالمگیر اصولوں کو اپنا کر لوگوں کو ہمیشہ رہنے والا امن مہیا کرتے، انہوں نے سعودی عرب کو "ہٹ لسٹ" پر رکھ لیا اور یہود و ہنود نے وہاں "انسانی حقوق کی خلاف ورزی" کا بے بنیاد الزام لگا کر اپنی مداخلت کی راہ ہموار کی ہے جب کہ سعودی عرب نے معاملاتِ سلطنت کے لیے مجلس شوریٰ بھی بنا رکھی ہے جو عوام کی زبان میں بات کرتی ہے۔ یہود و ہنود نے سعودی عرب پر مختلف اطراف سے حملوں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ صدام حسین کا کویت پر حملہ وہاں اور سعودی عرب میں امریکی فوجوں کو لانے کا سبب بنا ہے۔ عراق اپنے ہمسایہ ممالک پر نہ لشکر کشی کرتا نہ وہاں عراق سے بہتر امریکی فوجیں بلانے کی ضرورت محسوس ہوتی۔ اس امر کی وضاحت اس طرح بھی ہوتی ہے کہ آج عراق زندگی کی بھیک مانگ رہا ہے۔ اس کی عوام سسکیاں لے رہی ہے۔ پابندیوں کے شکنجوں نے انہیں جکڑ رکھا ہے۔ ان دگرگوں حالات میں بھی صدام حسین اپنے ہمسایہ عرب ممالک سے "امن معاہدہ" کرنے کو تیار نظر نہیں آ رہے۔ "رسی جل گئی لیکن بل نہ گیا" والی مثال یہاں صادق آتی ہے۔ بعض حلقے تو یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ عراق نے ملی بھگت کر کے امریکی فوج کے سرزمینِ سعودیہ و کویت پر آنے کے اسباب فراہم کئے ہیں۔ اگر آج عراق امن معاہدہ کر لے تو کوئی وجہ نہیں کہ اتنی مہنگی افواج کو اس خطے میں رہنے دیا جائے۔ جب تک صدام کی آنکھوں سے فوج کشی کی ہوس اور سکندرِ اعظم ثانی بننے کے شعلے نکلتے رہیں گے، امریکی افواج واپس جانے کی نہیں ___ کویت اور سعودیہ اپنے آپ کو پھر خطرے میں کیوں ڈالیں اور کیوں شیر کے منہ میں اپنا سر دیں، جدید اسلحہ سے مزین عراقی فوج کے مقابلے کے لیے امریکہ کی فوج کو بلانے کے فیصلے آج صحیح ثابت ہو رہے ہیں اور پوری ملتِ اسلامیہ خادمِ حرمین شریفین شاہ فہد کی فکری جولانیوں، معاملہ فہمی اور تدبر کو خراجِ تحسین

بیش کیے بغیر نہیں رہ سکی۔ وقت نے ثابت کر دیا کہ یہی اقدام مناسب اور صحیح تھا ـــــ اگر امریکہ مخالف مسلمان حکومتوں کو امریکہ کا سرزمینِ عرب پر آنا کھٹکتا ہے تو کیوں نہ اب تک تمام ممالک نے امریکہ کی جگہ اپنی چوکس، مسلح اور بہترین افواج وہاں بھیج دیں؟ اگر پاکستانی فوج قیامِ امن کے لیے صومالیہ اور بوسنیا جاکر وہاں اقوامِ متحدہ کی کمانڈ میں خدمات سر انجام دے سکتی ہے تو اسلامی ممالک کی افواج حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے وہاں کیوں نہیں جا سکتیں؟ ممکن ہے دھماکے اظہارِ نفرت کے لیے ہوں یا امریکیوں کے وہاں مزید قیام کے سبب کے۔ جار ہے ہوں۔

سعودی عرب پر براہِ راست دوسرا حملہ "ثقافتی یلغار" ہے جس کا مقصد سعودیوں کو عیاشی کے نئے مفہوم سمجھانا، ان کی خالص دینی فکری پرواز کو متاثر کرنا اور جنسی بے راہ روی کے جدید انداز سکھانا ہے، اور یہی اہلِ مغرب کا ہدف ہے۔ اس سلسلے میں اگر اسرائیل کی سازش کو بے نقاب نہ کیا جائے تو بے ایمانی ہوگی۔ جب سعودی عرب میں ڈش انٹینا پر پابندی عائد کی گئی، انٹینے ضبط ہونے لگے، مالکان کو جرمانے ہوئے، سزائیں ملیں تو اغیار کو اپنے انقلاب کے ناکام ہونے کے غوطے پڑنے لگے۔ سوچا کہ کہیں ہم ناکام ہو گئے تو شیطان کو کیا منہ دکھائیں گے؟ چنانچہ اس پابندی کا مقابلہ کرنے کے لیے ارضِ اسلام کا ناسور، اور دھرتی پر سب سے بڑا عذاب اسرائیل اس کوشش میں ہے کہ وہ ایسا ہائی پاور ٹرانسمیشن سٹیشن بنائے کہ جس کے پروگرام بغیر انٹینا کے بھی سعودی عرب میں دکھائی دیں۔ کم از کم سعودی عوام کی انٹینوں سے جان چھوٹ جائے۔ یہ ہمدردی نہیں، یہ دشمنی ہے نئی نسل کو برباد کرنے کی، اسلام کے دل و دماغ کو گناہ سے آلودہ کرنے کی۔ یہ ثقافتی حملہ بھی درحقیقت اسلام کے اس مرکز و ماوٰی میں کسی بڑے انقلاب کے پیش خیمہ سے کم نہیں۔

سرزمین حجاز پر تیسرا اور بڑا حملہ "منشیات" کا ہے اس میں پاکستان کا اسلامی قلعہ براہِ راست ملوث ہے۔ ہماری بدنامی کی صورتِ حال اب یہ ہو گئی ہے کہ جیسے ہی پی آئی اے کی لاجواب پرواز باکمال لوگوں کو لے کر اترتی ہے تو جدہ ایئر پورٹ سکورٹی کو چوکس کر دیا جاتا ہے کہ لو بھئی! آ گئے پاکستانی۔ بس ہر شخص کی ایسی تلاشی ہوتی ہے کہ اللہ کی پناہ ـــــ پگڑیوں کی تلاشی، داڑھیوں کی چھان پھٹک، عورتوں کی جامہ تلاشی بھی اور جامہ تراشی بھی، ٹوپیاں اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہیں، پھلوں کو کاٹ کر، جوتیوں کو ادھیڑ کر دیکھا جاتا ہے۔ بچوں

کے کھلونے چیک کیے جاتے ہیں۔ قرآن پاک کا ورق دیکھا جاتا ہے۔ یہ وہ عزت کا غازہ ہے جو عازمین عمرہ و حج کے منہ پر ملا جاتا ہے اور پھر منشیات کے سوداگر اس مقدس ترین روپ میں کتنی بار پکڑے بھی گئے ہیں۔ اور سب سے بڑا اور ناقابلِ برداشت عمل یہ ہے کہ تمام بڑے شہروں میں اجتماعِ جمعہ کے بعد ہیروئن کے سمگلروں کے سر برسرِعام قلم کیے جاتے ہیں۔ سزا سے قبل فردِ جرم پڑھ کر سنائی جاتی ہے اور یہاں ہر ملزم کے ساتھ پاکستان کا نام آتا ہے۔ ہر ہفتہ کے روزاخبارات پاکستانی سمگلروں کی خبریں چھاپنے پر مجبور ہیں۔ یوں کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ہفتے کے ہفتے ایک سیاہی سبز ہلالی پرچم پر اچھال دی جاتی ہے۔

یہ تینوں حملے کسی بھی ملک کو تباہ و برباد کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں تحفظِ حرمین شریفین پاکستان کے قائد اور پاک سعودی تعلقات کے نقیب علامہ محمد مدنی نے دھماکوں پر تبصرہ کرتے ہوئے بتایا کہ حرمین شریفین پر اغیار کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں اور وہ لوگ سعودی عرب کے انتشار کا خواب دیکھ رہے ہیں جو انشاء اللہ رہتی دنیا تک کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔ دنیا کا کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے فضل سے خادمِ حرمین شریفین کی حکومت کو سبوتاژ کرنے کی آرزو پوری نہیں کر سکتا۔

یہ سچ ہے کہ سعودی عرب میں جمہوریت کے علمبردار بھی موجود ہوں گے جو صیہونی پراپیگنڈے میں آکر بادشاہت کے خلاف فکرمند ہوں لیکن کوئی ہم ایسے جمہوری عوام کو دیکھے اور انہیں سمجھائے کہ ہزار جمہوریتوں سے ایسی بادشاہت کروڑ درجے بہتر ہے جہاں کے شہریوں کو مذہب و فکر کی آزادی، انسانی حقوق کا تحفظ، مال و جان اور عزت و آبرو کا سکون، مہنگائی کی بجائے اشیائے صرف کی فراوانی اور احترامِ انسانیت کی دولت کا حصول ہو۔ انہیں اور کیا چاہیئے؟ سعودیو! تمہیں یہ اندازِ حکومت مبارک ہو کہ عوام خوشحال، پُرسکون ہیں۔ ہم تو دُعا گو ہیں کہ آپ ہمیں بھی اپنے جلو میں لے سکیں۔ اے کاش! رحمتوں، برکتوں اور فراوانیوں کا سیلاب ہم بھی درآمد کر سکتے۔ پوری پاکستانی قوم آپ کے لیے دعاگو ہے اور ہم آواز ہے کہ

اے حرمِ کعبہ —— اللہ تیری اور تیرے نگہبانوں کی حفاظت کرے! آمین!